5

آثار بتا رہے ہیں کہ تحریک وقف جدید کا مستقبل اِنْشَاءَ اللّٰہُ بہت شاندار ہوگا

دوست اس تحریک کی کامیابی کے لیے دعائیں کریں
اور ایک دوسرے کو اس میں شامل ہونے کی تحریک بھی کرتے رہیں

(فرمودہ 28 فروری 1958ء بمقام کراچی)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''جیسا کہ احباب کو معلوم ہے اِس سال ایک وقف جدید کی تحریک کی گئی ہے جس کے ذریعہ تمام ملک میں رشد واصلاح کے کام کو وسیع کرنے کے لیے واقفینِ زندگی بھجوائے جا رہے ہیں۔ اب تک یہ واقفین ربوہ سے پشاور ڈویژن، ملتان ڈویژن اور بہاولپور ڈویژن میں بھجوائے گئے ہیں۔ نیز خیرپور ڈویژن میں بھی اور حیدرآباد ڈویژن میں بھی بعض واقفین بھیجے گئے ہیں۔ میں نے چودھری عبداللہ خان صاحب سے جو یہاں کی جماعت کے امیر ہیں کہا ہے کہ وہ ایک ایسا انسپکٹر مقرر کریں جو اس طرز سے نواب شاہ تک کے علاقہ کا دَورہ کرے اور معلمین کے کام کی نگرانی کیا کرے۔ آخر جو معلم جاتے ہیں اُن کے کام کی نگرانی کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ مگر بجائے اِس کے کہ ربوہ سے

انسپکٹر بھجوایا جائے میں جانتا ہوں کہ کراچی سے ایک انسپکٹر نواب شاہ تک کے علاقہ کو سنبھال لے اور تمام مقامات کا دَورہ کرے۔ وہ کہتے تھے کہ اس غرض کے لیے ایک انسپکٹر وقفِ جدید مقرر کر دیا جائے گا۔ میں دوستوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو اس غرض کے لیے پیش کریں۔ اگر اِدھر سے نواب شاہ تک کے علاقہ کی نگرانی کراچی کرے تو ربوہ سے نواب شاہ تک کے علاقہ کی ہم خود نگرانی کر لیں گے۔ اس کے بعد ہم ایک انسپکٹر صوبہ سرحد سے مانگ لیں گے جو مردان، نوشہرہ، راولپنڈی اور ایبٹ آباد وغیرہ کا کام سنبھال لے گا۔ اس طرح نگرانی کا کام دو تین ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر خرچ بہت کم ہو جائے گا۔ پس دوستوں کو چاہیے کہ وہ چودھری صاحب سے تعاون کریں۔ یہ اتنا تھوڑا علاقہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں مہینہ میں ایک دو دن کے اندر اندر تمام علاقہ کو دیکھا جا سکتا ہے اور اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ سلسلہ کا خرچ بہت سا بچ جائے گا۔ اگر ربوہ سے انسپکٹر چلے تو کراچی تک تھرڈ کلاس میں بھی اکیس روپے خرچ ہو جاتے ہیں اور اَب تو ریل کے کرایوں پر ٹیکس بھی لگا دیا گیا ہے جس سے کرایہ میں اَور بھی زیادتی ہوگئی ہے۔

میں سمجھتا ہوں اگر ہم وہاں سے انسپکٹر بھجوائیں تو اُس کے آنے جانے میں پچاس روپے لگ جائیں گے لیکن اگر یہاں سے کوئی آدمی چلا جائے اور وہ نواب شاہ تک کے علاقہ کی نگرانی کرے تو خرچ میں بہت سی تخفیف ہو جائے گی۔ دوسرے کام جلدی جلدی ہونے لگے گا۔ وہاں سے انسپکٹر آئے تو ہمیں انتظار رہے گا کہ نامعلوم وہ کب تک سب مقامات کا دورہ کر کے واپس آتا ہے لیکن اگر ملک کے مختلف سیکشن مقرر ہوں تو نگرانی میں بڑی آسانی ہو سکتی ہے۔ مثلاً پشاور والے نگرانی کا کام سنبھال لیں تو وہ مردان ایک ہی دن میں جا کر واپس آ سکتے ہیں۔ نوشہرہ سے بھی اُسی دن واپس آ سکتے ہیں۔ راولپنڈی بھی ایک دن میں آ جا سکتے ہیں۔ 1956ء میں جب ہم مری میں تھے تو ایک دفعہ ہم نے ایک پہاڑی مقام پر سیر کے لیے جانے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ وہاں دُنبہ پکا کر لے چلیں۔ کیپٹن محمد سعید صاحب جو اُن دنوں وہاں ہوتے تھے اُن کو ہم نے بھیجا کہ وہ کہیں سے اچھا سا دُنبہ تلاش کر کے لے آئیں۔ جب وہ دُنبہ لے کر واپس آئے تو انہوں نے بتایا کہ یہاں چونکہ اچھا دُنبہ نہیں ملتا تھا اس لیے میں پشاور چلا گیا تھا اور وہاں سے دُنبہ لے آیا۔ تو پشاور سے راولپنڈی تک آنا جانا بڑا آسان ہے۔ پس پشاور والے اگر ہمت کریں تو اُن کا انسپکٹر مردان، نوشہرہ، راولپنڈی، ایبٹ آباد اور مری وغیرہ کی آسانی سے

نگرانی کر سکتا ہے۔ بلکہ اب تو ایبٹ آباد میں بھی اتنے احمدی ہیں کہ ممکن ہے وہی اپنے اردگرد کے علاقہ کو سنبھال لیں۔

اِسی طرح ملتان کی جماعت ایک بڑی ہوشیار جماعت ہے۔ اگر وہ توجہ کرے تو ممکن ہے کہ وہ بھی کئی ضلعے سنبھال لے مثلاً منٹگمری ہے، اوکاڑہ ہے، میاں چنوں ہے، چیچہ وطنی ہے۔

چیچہ وطنی کا نام آنے پر مجھے ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ ایک دفعہ میں کراچی آ رہا تھا۔ جب گاڑی چیچہ وطنی پہنچی اور وہاں کے دوست ملاقات کے لیے آئے تو ایک عورت نے جلدی جلدی میرے کوٹ کی جیب میں جلیبیاں ڈال دیں۔ میری بیوی نے اُسے روکا تو وہ کہنے لگی کہ حضرت صاحب نے کچھ کھایا نہیں ہوگا اور راستہ میں ان کو بھوک لگے گی۔ اس لیے میں نے ان کی جیب میں جلیبیاں ڈال دی ہیں تاکہ وہ راستہ میں کھاتے جائیں۔ میں نے یہ واقعہ خطبہ میں بیان کر دیا اور کہا کہ میرے کوٹ کا تو ستیاناس ہوگیا اور اُس کا ناشتہ ہوگیا۔ چنانچہ اگلے سال جب وہاں کی جماعت آئی تو انہوں نے اس واقعہ پر معذرت کی اور اس عورت نے بھی معافی مانگی۔ پھر کبیر والا ہے، شورکوٹ ہے یہ تمام علاقہ ایسا ہے جس کو ملتان کی جماعت سنبھال سکتی ہے۔ اس کے بعد دو چار مرکز جو ربوہ کے اردگرد رہ جائیں گے اُن کی نگرانی خود دفتر اچھی طرح کرلے گا۔ بہرحال اِس وقت بعض بڑی جماعتوں کی خدمات کی ہمیں نگرانی کا کام سرانجام دینے کے لیے ضرورت ہے تاکہ کم سے کم خرچ پر زیادہ سے زیادہ کام ہو سکے۔

اِس وقت تک جو رپورٹیں آ رہی ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت خوشکن ہیں۔ جو وفد بہاولپور ڈویژن کی طرف گیا تھا اُس کے کام کا یہ اثر ہوا ہے ایک گریجوایٹ کے متعلق وہاں کے امیر کی چٹھی آئی ہے کہ اُس نے بیعت کر لی ہے۔ یہ دوست سلسلہ کے لٹریچر کا دیر سے مطالعہ کر رہے تھے اور وقفِ جدید کے معلم نے بھی مجھے لکھا تھا کہ ایک دوست احمدیت کے قریب ہیں اور سلسلہ کے لٹریچر کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بیعت اُس شخص کی ہو گی۔ بہرحال اس تحریک کے نتائج خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھے نکلنے لگ گئے ہیں۔ سابق صوبہ سرحد کی طرف سے بھی اچھی رپورٹیں آ رہی ہیں۔ وہاں ہم نے ایک کمپاؤنڈر (Compounder) کو بھجوایا ہے۔ پہلے اس کے بھائی نے وقف کیا تھا لیکن پھر اُس نے ہمیں لکھا کہ میرے بھائی کو آپ چھوڑ دیں۔ وہ دوسَو تیس روپے لیتا ہے اور اُس کی آمد پر تمام گھر پلتا ہے۔ پھر وہ کچھ زیادہ پڑھا ہوا بھی نہیں۔ میں کمپاؤنڈری پاس ہوں اور اپنی

دکان کرتا ہوں آپ مجھے لے لیں اور میرے بھائی کو چھوڑ دیں۔ چنانچہ ہم نے اس کو رکھ لیا اور اسے پشاور کی طرف بھیج دیا۔ جیسے سندھ میں ڈاکٹروں کی کمی ہے اِسی طرح سرحد میں بھی ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ اب اس کی طرف سے اطلاع آئی ہے کہ بڑی کثرت کے ساتھ پٹھان میری دکان پر آتے ہیں اور دین کی باتیں سنتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے جہاں جہاں بھی وفد گئے ہیں وہاں سے خوشکن اطلاعات آنی شروع ہوگئی ہیں مگر کہتے ہیں

گئے آمدی وگئے پیر شُدی

جب میں ربوہ سے چلا تھا تو ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ ان مرکزوں کو قائم کیے ہوا تھا حالانکہ اصل نتائج سال ڈیڑھ سال کے بعد نکلا کرتے ہیں۔ پس صحیح نتائج تو اگلے جلسہ کے بعد اِنْشَاءَ اللّٰہُ نکلنے شروع ہوں گے لیکن اس کے خوشکن آثار ابھی سے ظاہر ہونے شروع ہوگئے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تحریک کے آثار بتا رہے ہیں کہ اِس کا مستقبل بہت شاندار ہوگا۔ اِس وقت یہ تحریک ایک بچہ کی صورت میں ہے اور بچہ کے پیدا ہوتے ہی اُس کے دانت نہیں دیکھے جاتے نہ اُس کی داڑھی دیکھی جاتی ہے۔ دو تین سال میں اس کے دانت نکلتے ہیں۔ پھر وہ چلنا پھرنا سیکھتا ہے اور کہیں اٹھارہ بیس سال کے بعد اُس کی داڑھی نکلتی ہے۔ اگر پہلے دن ہی اُس کی داڑھی تلاش کی جائے تو یہ بیوقوفی ہوگی۔ اِسی طرح وقفِ جدید کے نتائج اور اس کی خوبیوں کا ابھی سے اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

اِس وقت تک جو کیفیت ہے اس کے لحاظ سے واقفین زیادہ ہیں اور چندہ کم ہے۔ جب میں چلا ہوں تو وقفِ جدید میں ستّر ہزار سالانہ کے وعدے آئے تھے لیکن واقفین تین سَو پینتالیس تھے۔ اگر پچاس روپیہ ماہوار بھی ایک شخص کو دیئے جائیں اور پھر دورہ کرنے والوں کے اخراجات کو بھی مدنظر رکھا جائے اور اوسط خرچ ستّر روپیہ ماہوار سمجھا جائے تو تین سَو پینتالیس واقفین کے لیے پچیس ہزار روپیہ ماہوار یا تین لاکھ روپیہ سالانہ کی ضرورت ہوگی اور اتنا روپیہ ہمارے پاس نہیں۔ بلکہ ہماری اصل سکیم تو یہ ہے کہ کم سے کم ڈیڑھ ہزار سینٹر سارے ملک میں قائم کر دیے جائیں۔ اگر ایک ہزار سینٹر بھی کھولے جائیں اور ستّر روپیہ ماہوار ایک شخص کے خرچ کا اندازہ رکھا جائے تو ستّر ہزار روپیہ ماہوار یا

ساڑھے آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہوگا۔ بظاہر یہ رقم بہت بڑی نظر آتی ہے لیکن ہمیں خدا تعالیٰ نے کبھی مایوس نہیں کیا۔ اس لیے ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ روپیہ ہمارے لیے مہیا فرما دے گا بلکہ ہمیں تو امید ہے کہ ایک دن اس سے بھی زیادہ روپیہ آئے گا۔ اگر ڈیڑھ ہزار سینٹر قائم ہو جائیں تو کراچی سے پشاور تک ہر پانچ میل پر ایک سنٹر قائم ہو جاتا ہے۔

بنگال سے بھی اب ایسی خبریں آ رہی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی لوگوں کو وقفِ جدید کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ چنانچہ ایک اسکول کے مدرّس نے لکھا ہے کہ میں اپنے آپ کو وقف کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میں نے اُسے لکھا ہے کہ تم کام شروع کر دو ہم وہیں تمہیں اپنا معلم مقرر کر دیں گے۔

غرض یہ تحریک خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے۔ دوست اس کے لیے دعائیں کرتے رہیں اور ایک دوسرے کو تحریک بھی کرتے رہیں۔ قرآن کریم نے مومن کا یہی کام بتایا ہے کہ وہ نیکیوں میں آگے بڑھتا ہے اور جب کوئی پیچھے رہ جائے تو اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اپنے ساتھ شامل کر لیتا ہے۔ پھر اَور آگے بڑھتا ہے اور جو پیچھے رہ جائے اُسے پھر اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اِس طرح وہ قدم بقدم آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور ساتھ ہی اپنے پیچھے رہ جانے والے بھائیوں کا بھی خیال رکھتا ہے اور اُن کو بھی اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ دنیا میں نیکی ہی نیکی قائم ہو جاتی ہے۔ یہی فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ 1 کے معنے ہیں۔ پس اگر ڈیڑھ ہزار سینٹر قائم ہو جائے تو ہمارے ملک کا کوئی گوشہ اصلاح وارشاد کے دائرہ سے باہر نہیں رہ سکتا۔ ویسٹ پاکستان کا رقبہ تین لاکھ مربع میل سے زائد ہے اور ایسٹ پاکستان کا چوّن ہزار مربع میل ہے۔ ہماری اسکیم (SCHEME) ایسی ہے جس کے ماتحت چار چار، پانچ پانچ مربع میل میں ایک ایک سنٹر قائم ہو جاتا ہے۔ پھر اَور ترقی ہو تو دو دو مربع میل میں بھی ایک ایک سنٹر مقرر کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اَور ترقی ہو تو ایک ایک میل کے حلقہ میں بھی سنٹر قائم ہو سکتا ہے۔ اور اگر ایک ایک مربع میل میں ہم سنٹر مقرر کر دیں تو پھر ہمارے ملک میں کوئی جگہ ایسی باقی نہیں رہتی جہاں خدا اور رسول کی باتیں نہ ہوتی ہوں، جہاں قرآن کی تعلیم نہ دی جاتی ہو اور جہاں اسلام کا پیغام نہ پہنچایا جاتا ہو"۔

(الفضل 15 مارچ 1958ء)

1: البقرة: 149